ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

اناخالد
پی ایچ۔ڈی سکالر، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور۔
ڈاکٹر محمد سلمان بھٹی
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور۔

اردو سفر نامہ اور افسانوی روابط پر مختلف ادوار کے اثرات

Anaa Khalid
P.H.D Scholar, University of Education, Lower Mall campus, Lahore.
Dr.Muhammad Salman Bhatti
Associate Professor of Urdu, University of Education, Lahore.

Effects of Different Periods on Bilateral Relationship of Urdu Travelogues and Mythos

Travelogues are considered as the most important pillar of knowledge in Urdu literature. In the past, it has been reported that it is used for a source of information about society only. With the passage of time it has been completely developed as singular branch. Recently, tones of travelogue writings are become the part of Urdu literature. Travelers visited countries of their interest and jotted downs their feelings, observations, countries' social and economic situation, politics, history, their religions and education system and many mores. Many travelogues were written in the form of short stories but there's a minute difference in between them. This article describes the bilateral relationship of travelogues and mythos (short stories) in different centuries. The well-known travelogue writers; Mustansar Hussain Tarar, Raza Ali Abdi, Sadut Hassan Manto, Ahmed Nadeem Qasmi, Qudrat Ullah Shahaab, Bano Qudsia, Hajra Masror and Azeez Ahmed are significantly discussed.

Key Words: *Travelogues, Mythos, Urdu literature, Bilateral relationship, Fiction.*

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

سفر ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو جسمانی اور دماغی اعتبار سے متحرک رکھتا ہے۔ ایک سیاح سیاحت کے دوران پیش آنے والی دشواریوں اور صعوبتوں کی روداد کو ادبی کاوش اور جذباتی آمیزش کے ساتھ جب صفحات کی زینت بناتا ہے تو وہ سفر نامے کو افسانوی رنگ میں تبدیل کر دیتی ہے۔ موجودہ سفر نامے کا دامن اس قدر وسیع ہے کی اس میں واقفیت اور تخیل جیسے اوصاف موجود ہیں۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر انور سدید رقمطراز ہیں:

> "سفر نامہ چشم دید واقعات پر لکھا ہوتا ہے اور اس کیلئے سفر ایک اساسی شرط ہے اس میں مشاہدے کی قوت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔"(۱)

اصناف ادب کے مابین رابطہ تلاش کرنا ایسے ہی ہے جیسے جڑواں بچوں میں پہچان کرنا، لیکن اصناف ادب کی خوبصورتی یہ ہے کہ نظریات مشترک ہونے کے باوجود الگ الگ ہیئت میں پیش کیے گئے ہیں۔ سفر نامہ ایک بیانیہ صنف ادب ہے جس کا مرکزی کردار خود سفر نامہ نگار ہوتا ہے۔ سفر نامے کا تعلق غیر افسانوی ادب سے سمجھا جاتا رہا ہے مگر دور جدید میں سفر نامے نے اپنا ایک واضح مقام بنالیا ہے اور اب یہ سفر کی روداد ہی نہیں بلکہ اپنے اندر افسانوی رنگ بھی سموئے ہوئے ہے۔ سفر نامہ اور افسانہ کے مابین باہمی روابط داستان گوئی ہی کی بدولت ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر انوار احمد نے "اُردو افسانہ ایک صدی کا قصہ" میں صفحہ نمبر ۱۱۱ پر اپنے افسانہ "جزیرہ" میں یوں لکھتے ہیں:

> "وہ جو عسکری نے جزیرے کے اختتامیے میں ہندوستانی روح کی ترجمانی سے معذرت کی تھی اسے اس افسانے میں ہر شخص بخوبی محسوس کر سکتا ہے۔ یہ مسلمانوں کے بالائی متوسط طبقے کی روداد ہے جو اولی الامر سے اپنی سرپرستی کا خواہاں ہے۔ بادشاہ مغل ہو، افسر انگریز ہو اسے غرض وفاداری سے ہے۔ یہ طبقہ ظالموں کی ڈھال بن کے 'سارٹی فیکٹ' پاتا ہے۔ اسے خطاب اور اعزاز ملتے ہیں۔ یہ ہر حکمران کا بندہ بے دام اس لیے ہے کہ اپنی 'رعیت' کو شرف آدمیت سے محروم کر سکے۔ حق کا سورج اس کی حویلی میں نہیں اُترتا کہ یہ سورج مکھی بننے کو ہی مقصد حیات جانتا ہے اور اسی پر مستزاد مذہبی ریاکاری، خاندانی نجابت، وضع داری، مذہبیت، کاسہ لیسی، منافقت، غرض عسکری نے اسی طبقے کی کسی خصوصیت کا ذکر نہیں کیا؟ مگر ایسی مسکراہٹ کے ساتھ جس میں کاٹ ہے، تلخی نہیں۔ اس افسانے میں بظاہر

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

خاندانی تذکرہ لکھنے کی سعی مسعود ملتی ہے مگر غور سے دیکھیں تو یہ ان جونکوں کی روداد ہے جو آج بھی پاکستان کے جسم سے چمٹی ہوئی ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ ایسی تکنیک میں سیاسی و سماجی طنز سے بھرپور اُردو میں کوئی افسانہ اس سے پہلے نہیں لکھا گیا تو شاید بے جا نہ ہو۔ اور یہ حقیقت ہے کہ انتظار حسین کے بعد میں لکھے جانے والے کئی افسانوں میں عسکری کے ذکر انوار کا اثر سرایت کئے ہوئے ہے۔" (۲)

تاریخی شواہد اور عظمت رفتہ کے ثبوت حسن عسکری کے ہاں افسانہ "جزیرہ" اور رضا علی عابدی کے ہاں "جرنیلی سڑک" میں بالعین بیان ہوئے ہیں۔ شفیق الرحمٰن کا رومانیت کا انداز ان کے غیر سنجیدہ رویے پر غالب آجاتا ہے۔ آپ کا یہی انداز "فیری میڈوز" کی دریافت کے وقت مستنصر حسین تارڑ کے سفر نامہ "نانگا پربت" میں دیکھا جا سکتا ہے۔ شفیق الرحمٰن کے افسانوں کے بارے میں ڈاکٹر انور افسانہ اور سفر نامے کے موضوعات کو قریب کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

"اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے ایسا لگتا تھا جیسے کوئی بچھڑی ہوئی بے چین روح سکون کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹک رہی ہے۔"(۳)

تیسرے مجموعہ "مدوجزر" میں مدوجزر کے نام سے افسانہ ایک ایسے تخلیق کار سے متعارف کرواتا ہے جس کی توجہ رومانویت اور انشاء پردازی کے علاوہ کرداروں کے داخلی طلاطم پر بھی ہے۔ چوتھا مجموعہ "پچھتاوے" جو قیام پاکستان سے پہلے شائع ہوا، مگر اب اسلوب رومانی ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی کی جھلکیاں بھی دکھا رہا ہے۔ سجاد حیدر یلدرم کے بعد دوسرے بڑے افسانہ نگار منشی پریم ہیں آپ کو مختصر افسانہ کا بانی بھی کہا جاتا ہے۔ پریم چند پہلے باقاعدہ افسانہ نگار ہیں جنھوں نے مسلسل تواتر کے ساتھ کہانیاں لکھ کے اردو افسانے کو ایک عظیم روایت سے متعارف کروایا۔

افسانوی عناصر کا جائزہ لیا جائے تو فرق صرف یہ ہے کہ سفر نامے کی کہانی سیاح کو پیش آنے والے حقیقی واقعات سے ماخوذ ہے۔ اردو ادب میں نثر کا باقاعدہ آغاز اٹھارویں صدی عیسوی میں ہوا اگرچہ اس وقت نثر کا دامن خالی تھا اور اہل علم فارسی زبان کا سہارا لینے پر مجبور تھے، اس کے باوجود شاعروں کا ایک بہت بڑا طبقہ فارسی کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی طبع آزمائی کرتا رہا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

شیخ اعتصام الدین نے ۱۷۶۵ء میں یورپ کے سفر کے دوران "شگرف نامہ ولایت" لکھا جو اس وقت کے یورپ کے حالات کا عکاس ہے۔ آپ چھوٹی چھوٹی چیزوں کا مشاہدہ بہت باریک بینی سے کرتے ہیں۔ شیخ اعتصام الدین اہل لندن سے، ان کے رہن سہن اور جدید طرز زندگی سے دیوانگی کی حد تک متاثر تھے۔ جس کا اظہار وہ کچھ یوں کرتے ہیں:

> "لندن کے شہر کی تعریف میں کیا بیان کروں کہ تمام روئے زمین پر ایسا کوئی شہر آباد و معمور نہیں لیکن زبان میں اتنی طاقت نہیں کہ کماحقی اس شہر کی خوبی کہوں۔"(۴)

مرزا ابو طالب خاں اصفہانی نے ۱۷۹۹ء تا ۱۸۰۳ء کے دورہ لندن میں "سیر طالبی فی بلاد افرنجی" سفر نامہ تحریر کیا جو انگریزی تہذیب و تمدن کے تمام نقوش کو ابھارتا ہے اور اپنے آپ میں معلومات کا سمندر ہے۔

بیسویں صدی کے آغاز سے تقسیم برصغیر تک کے عبوری دور میں اردو سفر نامہ قدیم و جدید کی کشمکش میں مبتلا رہا۔ مگر ۱۸۵۷ء کے بعد جب انگریزوں کی حکومت مضبوط ہوئی اور ہندوستانی باشندوں کو اپنے سرکاروں کی سرزمین دیکھنے کا شوق ہوا تو انہوں نے انگلستان کی طرف تعلیم حاصل کرنے اور روزگار کی تلاش میں رخت سفر باندھا جن میں سر سید احمد خاں اور ان کے رفقاء شامل ہیں۔ سر سید احمد خان، ولیم فورٹ نے اردو ادب کے خزانوں میں بیش بہا اضافہ کیا۔ اسی دور میں مولانا شبلی نعمانی کا سفر نامہ "روم و شام" بہت مقبول ہوا۔ بیگم عطیہ فیضی کے ناقابل فراموش سفر نامے زمانہ تحصیل ہیں۔ چونکہ آپکا تعلق اونچے طبقے اور اونچی سوسائٹی سے تھا یہی وجہ تھی کی آپ نے لندن کو اونچے طبقے کی تہذیبی نظر سے دیکھا لیکن ادبی شائستگی کا دامن نہیں چھوڑا۔ آپ کا "سفر نامہ یورپ" دو حصوں میں شائع ہوا اور آپ "النساء" کی مدیرہ تھی۔ مولانا محمد علی جوہر نے بھی اپنے سفر یورپ کے مشاہدات "ہمدرد" اور "کامریڈ" میں شائع کروائے۔ علامہ اقبال نے تین مرتبہ یورپ اور ایک مرتبہ افغانستان کا سفر کیا اور اس دوران کوئی باقاعدہ سفر نامہ تحریر نہیں کیا مگر دورانِ سفر آپ کے دوستوں کو لکھے گئے خطوط کو حمزہ فاروقی نے "سفر نامہ اقبال" میں قلم بند کیا۔ انیسویں صدی میں بھی بہت کچھ اچھے سفر نامے لکھے گئے اسی سلسلے میں نواب حامد علی خاں کا سفر نامہ "میر حامدی" اور والی روم اہم ہیں۔

سفر کی اہمیت آدم و حوا کے دور سے لے کر آج تک مسلم رہی ہے۔ تمام پیغمبر، اولیائے اللہ نے کسی خاص مقصد کے تحت سفر کیا۔ سفر معراج بھی اسی سلسلے کی اہم کڑی ہے۔ سفر نامہ بنیادی طور پر سفر کی روداد ہے اور اگر یہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

افسانوی رنگ لئے ہو تو تحریری حسن کو مزید چار چاند لگ جاتے ہیں۔ سفر نامے میں قاری کو شریک سفر بنانا شرطِ اول ہے ورنہ یہ رپورتاژ کا تاثر پیش کرے گا۔ ایک سفر نگار جب الفاظ کو صفحات کی زینت بناتا ہے تو وہ محض ٹورسٹ یا گائیڈ نہیں ہوتا بلکہ حساس ادیب کی طرح حیات، افراد، احساسات، حالات و واقعات اور جذبات کے زاویوں پر روشنی ڈالتا ہے اور آج کا سفر نامہ نگار ابہام سے کام لیتا ہے۔ بقول ڈاکٹر سلیم اختر:

"وہ اپنی نرگسیت کے پاسپورٹ پر سفر کرتا ہے۔"(۵)

سفر نامے معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ اردو ادب میں سیاسی نوعیت کے سفر نامے کم ہیں لیکن آپ بیتی اور جگ بیتی کی طرز میں ملتے ہیں۔ انگریز دور ابتداء کی مکمل عکاسی کرتا سفر نامہ "کالا پانی" بھی سیاسی نوعیت کا ہے۔ اس سفر نامہ میں زندگی موت پر غالب ہے اور انگریز آقا کا محبّ الوطنوں پر ظلم صاف عیاں ہے۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

> "واضح رہے کہ " کالا پانی "ایک سیاسی قیدی کا سفر نامہ ہے اس لیے اس کے محسوسات نے عام سیاح کے محسوسات کی نسبت ایک دوسرا جہاں معنی آشکار ہوتا ہے اور یہ احساس مسرت پیدا کرنے کی بجائے احساسِ تحیر پیدا کرتا ہے۔"(۶)

شیخ عبد القادر کے نام سے کون واقف نہ ہو گا۔ آپ نے اپنے سفر نامہ "سیاحت نامہ یورپ" میں سیاحت کے مناظر کو خوبصورت افسانوی انداز میں قلم بند کیا ہے۔ اصل افسانویت خواجہ حسن نظامی کے ہاں کھل کر سامنے آتی ہے جب وہ مرقدِ بلال پر تشریف لے گئے اور معاشرے کی کمزوریوں پر کھل کر تنقید کی۔ سفر نامہ "مشاہداتِ کابل و یاغستان" امیر حبیب اللہ کے دورِ حکومت میں افغانستان کے سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی اور تعلیمی احوال کا عکاس ہے۔ سید سلمان ندوی کا سفر نامہ "سیر افغانستان" اس وقت لکھا گیا جب افغانستان کے فرمارواں نادر شاہ نے آپ کو تعلیمی اصلاحات تیز کرنے کے لیے بلایا۔ سفر نامہ "مرقع حجاز" مولانا حسن الدین کا سفر نامہ جو مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور طوائف کے ڈیڑھ سالہ سفر پر محیط ہے۔ آپ کا مقصد چونکہ معلومات دینا تھا اسلیئے آپ نے اسے روزنامچے کے انداز میں تحریر کرتے ہوئے ہر دن کا احوال بمعہ تاریخ لکھا۔ آپ نے عرب کے کسی بھی پہلو خواہ عربوں کی خامی ہی کیوں نہ ہو تشنہ نہیں چھوڑا۔ غرض پردے کے بارے میں کچھ یوں رقمطراز ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

"حجاز میں پردہ اور اچھا پردہ ہے یعنی یہ کہ عورتیں بغیر برقعے کے کبھی باہر نہیں نکلتیں، البتہ برقعے کے ساتھ مردوں سے بات بھی کر لیتی ہیں مگر وہ بھی بہت کم عام طور سے تو اگر کوئی اپنے دوست کے مکان پر دستک دیتا ہے اور اگر کوئی مرد جواب دینے والا نہیں ہوتا ہے تو عورت صرف تالی بجا دیتی ہے جس سے آنے والا سمجھ لیتا ہے کہ گھر میں کوئی نہیں ہے اور چلا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ عورت آواز کا بھی پردہ مثل ہندوستان کے کرنا چاہتی ہے، بازاروں میں کاروباری اور غرباء، کی عورتیں زیادہ پھرتی ہوئی ملتی ہیں مگر وہ بھی برقعہ اور موزوں میں ہندوستان کی آئی ہوئی کچھ عورتیں ضرور منہ کھولے پھرتی نظر آجاتی ہیں، وہی جو اپنے ملک میں بھی بے پردہ رہنے کی عادی تھیں۔" (۷)

سفر نامے کے دامن مین ہجرت ہمیشہ ایک نیا اندازِ فکر عطا کرتی ہے اب یہ ہجرت تفریحاً کی جائے یا مجبوراً۔ قیامِ پاکستان کے وقت مجبوری میں کی گئی ہجرت بذات خود ایک سفر نامہ ہے جو اس وقت کے مہاجرین نے بھی اپنی یادداشتوں میں نقش کیا۔ قیام پاکستان کے وقت ہونے والی زیادتیوں، قید وبند کی صعوبتوں، اور خوں ریزیوں کو کوئی بھی اہلِ قلم محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا۔ اگر افسانوں کی بات کی جائے تو وہ بھی اس دور کی وحشت و بربریت کا عکاس ہیں۔ آزادی کے بعد صفِ اوّل میں نام بنانے والے نامور تخلیق کاروں میں سعادت حسن منٹو، احمد ندیم قاسمی، قدرت اللہ شہاب، بانو قدسیہ، حاجرہ مسرور، انتظار حسین، خدیجہ مستوراور عزیز احمد شامل ہیں۔ سعادت حسن منٹو نے تو قیامِ پاکستان سے قبل سے بھی اافسانہ نگاری میں اپنے جوہر دکھائے "ٹوبہ ٹیک سنگھ" اور "کھول دو" جسکا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد قریباً دس بارہ سال افسانوں کا غالب موضوع فسادات رہا اس حوالے سے احمد ندیم قاسمی کا "پریمشیر سنگھ"، ممتاز مفتی کا "شمینہ"، عزیز احمد کا "کالی رات"، ہاجرہ مسرور کا "اُمتِ مرحوم"، خدیجہ مستور کا "دس نمبری" اور مینوں لے چلے بابا" قابلِ غور ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد بدلتے حالات کے ساتھ ساتھ نئے موضوعات بھی متعارف ہوتے رہے۔ ۱۹۵۸ء میں جب مارشل لا لگا اور حکمرانوں نے اہلِ قلم سے لکھنے کی آزادی چھین لی تو جن اہلِ قلم نے استعارہ اور علامتوں کا سہارا لیا ان میں انتظار حسین، محمد منشاء، خالد حسین، زاہد حناء وغیرہ شامل ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۹۶۵ء کی سترہ روزہ پاک بھارت جنگ نے بھی اُردو ادب کو بہت متاثر کیا۔ شعراء نے قومی جذبے سے سرشار ہو کر دھڑا دھڑ نظمیں اور گیت لکھ ڈالے مگر اس دور میں افسانہ اور سفر نامہ نگار بہت پیچھے رہ گئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد سفر نامہ نگاروں میں محمود نظامی اور بیگم اختر ریاض کو اوّلیت کا درجہ ملا۔ دورِ جدید کے سفر ناموں میں سفر نامہ نگار کو اپنی ہی ذات ڈوبتی ابھرتی دکھائی دیتی ہے۔ اظہارِ بیان کے حوالے سے سفر نامہ فکشن کی حدود میں داخل ہو گیا ہے۔ اس کے کردار فرضی ہوتے ہیں، جبکہ سفر نامے کے کردار حقیقی اور اصلی ہوتے ہیں۔ سفر نامے کا اپنا منفرد اندازِ بیان ہے اسے افسانے کی ساخت پر لکھنے والے تخلیق کار اس کی ساخت کو شعوری یا غیر شعوری طریقے سے نقصان پہنچاتے ہیں۔

۱۹۴۷ء تا ۱۹۲۵ء کا پہلا دور جگن ناتھ اور خواجہ غلام السیدین کا ہے۔ جگن ناتھ سفر نامہ "جنوبی ہند میں دو ہفتے" ۱۹۵۰ء کے جنوبی سفر کی یادگار ہے۔ آپ نے سادہ اور پُر خلوص نثر کا تفصیلی احوال قلمبند کیا۔ جبکہ خواجہ غلام السیدین کے سفر نامے "نگہبان" سخن دلنواز" جاں پُر سوز" کی تشریح و تعبیر ہیں۔

دوسرا دور (۱۹۶۶ء تا ۱۹۷۷ء) ڈاکٹر سید عابد حسین، بیگم اختر ریاض الدین اور قدرت اللہ شہاب کا ہے۔ ڈاکٹر سید عابد حسین کا سفر نامہ "رہ نورد شوق" ۱۹۶۷ء میں بیگم صالحہ عابد کے نام لکھے گئے خطوط کا مجموعہ ہے۔ آپ رہ نورد شوق میں کچھ اس طرح رقمطراز ہیں:

> "یہاں (دمشق میں) وہ خوش حالی اور رونق نظر نہیں آتی جو قاہرہ اور بیروت میں اشتراکی حکومت کے سخت قانون قاعدے کی وجہ سے سرمایہ دار طرح طرح کی ترکیبوں سے یہاں سے بھاگ رہے ہیں لوگ تو خاصے خلیق نظر آتے ہیں انعام اور ان کی بیوی کہتے ہیں کہ بڑے خود غرض اور بے مروت ہیں، غالباً مذہبی تعصب بھی رکھتے ہیں۔"(۸)

پاکستان کی معروف سفر نامہ نگار بیگم اختر ریاض نے سفر نامہ "دھنک پر قدم" اور "سات سمندر پار" میں اپنے امریکہ، روس اور جاپان کی سیاحت کو طنز کی کاٹ اور مزاح کی ہلکی سی جھلک میں قلمبند کیا۔ دوران سفر وہ اپنے اردگرد کے ماحول کو بھی فراموش نہیں کرتیں۔ سفر نامہ ہوائی میں انہوں نے پھولوں کا ذکر ایسے افسانوی انداز

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

میں کیا ہے کہ پڑھنے والا اس کی تازگی اور خوشبو کو محسوس کرتا ہے۔ آپ ایک جگہ افسانوی رنگ میں کچھ اس طرح سے رقمطراز ہیں:

> "اگر کوئی مجھ سے کہے کہ ایک لفظ میں ان جزائر کی حقیقت بیان کروں تو میں کہوں گی، ملائم ان کا آسمان، ملائم ان کا آفتاب، ملائم ان کی ہوائیں، ملائم ان کی موجیں، ملائم ان کے برگ و گیاہ، ملائم ایسے کچے کچے ہرے ہرے مرغزار کہ دل چاہتا ہے کہ کھیرے ککڑی کی طرح سب کچھ کچر کچر کر چبا جاؤ۔" (۹)

دوسرا باب "لندن" کے عنوان سے ہے اور اس کے تعارف میں انہوں نے ماضی سے لے کر حال تک لندن کی تہذیب، سیاست، سیاحت، تجارت، معاشرت، موسیقی، ناچ گھر، لیکچر، مباحثے، برٹش کونسل کی ممبر شپ، لائبریریوں میں کتابیں پر جامع اور مختصر تبصرہ کیا ہے۔ لندن کا آخری حصّہ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کا ہے، اور اس میں شائستگی سے زیادہ تفکرِ غالب ہے۔ تیسرا باب لاطینی امریکہ کی سرزمین میکسیکو کے حالات پر مشتمل ہے۔ آپ کو میکسیکو دیکھنے کا بہت شوق تھا اس لیے لکھتی ہیں:

> "امریکہ کی عمارت اور سرد مہری کے بعد میکسیکو اور بھی مانوس اور نیم مشرقی معلوم ہوا ہے۔" (۱۰)

میکسیکو کے بعد سان فرانسسکو کا حال ہے۔ لیکن نیویارک بیگم اختر ریاض کو کچھ زیادہ پسند نہیں اور ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد آپ کا انداز زیادہ ہی نفرت انگیز ہے۔ اگلا باب ہانگ کانگ کا ہے۔ الغرض آپ نے نہایت پختہ کاری سے سفر نامے تحریر کیے جس کی وجہ بیگم اختر ریاض کا تجربہ، زبان پر عبور اور سفر کا شوق بھی ہے۔

قراۃ العین حیدر کو ہندوستان کے مرکزی حکومت کے سب سے بڑے ایوارڈ "گیانِ پیٹھک اوارڈ" سے نوازا گیا۔ آپ سفر نامے میں اپنا کردار اس طرح متعارف کرواتی ہیں کہ ہر قاری ان میں اپنا باطن دیکھ سکتا ہے۔ تحیر سفر ناموں کو ناول اور داستان سے قریب کرتا ہے، آپ کے سفر نامے تحیر سے خالی نہیں ہوتے۔ مصنفہ لکھتی ہیں:

> "محسن کے شمالی سرے پر ایک بے حد حسین اٹھارہ انیس سال کی لڑکی سبز رنگ کے فراک میں ملبوس سبز ہیٹ لگائے بہت سے مردوں کے ہجوم میں گھری بیٹھی تھی، لمبا ایجنٹ بھی وہاں پہنچا ہوا تھا اور اس کی کرسی کا طواف کر رہا تھا، کس قدر خوبصورت

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

لڑکی ہے؟اور نگ دھتی نے کہا۔۔۔لگتا ہے جیسے ودگ کے صفحوں میں سے نکل کر آئی ہے۔الویرا نے کہا۔۔۔۔وہ بڑی تمکنت کے ساتھ گویا تخت پر بیٹھی تھی اور اس کے عاشق اس کے سامنے درباریوں کی طرح کھڑے تھے لمبے ایجنٹ سمیت کئی ایک نے جھک جھک کر اسے پیار بھی کیا۔"(۱۱)

رنگ و نسل کے امتیاز سے بالاتر ،نیرنگی،وسعت،جامعیت،تکینک کی ندرت،اسلوب کی تخلیق قراۃالعین حیدر کے سفر ناموں میں نمایاں ہے۔

قدرت اللہ شہاب کے سفر ناموں میں تاریخ، جغرافیہ، تہذیب وتمدن سے آپ کی کوئی خاصی دلچسپی سامنے نہیں آتی لیکن قدرتی مناظر سے آپ کی دلچسپی کا اظہار ان کی حد سے زیادہ جذباتی تحریر ہے۔آپ کا یہی اندازِبیاں آپ کے سفر ناموں کے فطری انداز کو نقصان پہنچاتا ہے اور قارئی یہ بھول جاتا ہے کہ وہ ناول پڑھ رہا ہے یا سفر نامہ۔

افضل علوی کا سفر نامہ "دیکھ لیا ایران" انہوں نے ۱۹۷۷ء میں ایران کی قدیم روایت کو اجاگر کرتا ہے۔یہ سفر نامہ اپنے اندر اتنی صلاحیت رکھتا ہے کہ پڑھنے والا اسے ایک ہی نشست میں مکمل کرنے پر مجبور ہو جائے۔

"ان ٹائپ کرداروں میں نوجوان لڑکیاں خوابیدہ آنکھوں سے اجنبی سیاح کا استقبال کرنے کے لئے ہمہ تن مستعد نظر آتی ہیں،مائیں شہد کے کٹورے اور تنوری نان لئے ان کی منتظر رہتی ہیں، باپ تندخواور جابر ہیں لیکن جب اپنی بیٹیوں کی آنکھوں میں گلابوں کو کھلا ہوا دیکھتے ہیں تو ان کی فطری تندی نرم خوئی میں بدل جاتی ہے۔"(۱۲)

مستنصر حسین تارڑ ایک قد آور تخلیق کار کے طور پر متعارف ہوئے۔آپ کے سفر ناموں کی تعداد بیس ہے۔آپ کے سفر ناموں میں مقامات وواقعات کا تنوع آپ کی وجہ کامیابی ہے۔یورپ کی رنگینی ہو یا اندرون ملک کی خوبصورتی افسانویت ان کے سفر ناموں کا لازمی جز ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

" میں ایک لینڈ سکیپ یا ایک منظر کو دیکھ کر اسے یاد رکھنے کی کوشش کرتا ہوں اور پھر واپسی پر اسے اپنے سامنے دوبارہ زندہ کرنے کا جتن کرتا ہوں اور جب وہ منظر بیان کرتا ہوں تو اس میں اس منظر سے جدائی کی کسک بھی شامل ہو جاتی ہے اس لینڈ سکیپ کے لئے اداسی بھی تحریر میں جھلکنے لگی ہے، اور جب لکھتا ہوں تو اس طرح کی محرومیاں اور ناکامیاں بھی اس میں شامل ہونے لگتی ہیں، شاید اسی لئے میرے بارے میں کہا جاتا ہے کہ میرے سفر ناموں میں فکشن بھی سرایت کر جاتی ہے۔" (۱۳)

مستنصر حسین تارڑ مقامات کا سفر نہیں لکھتے، بلکہ ان کا قلم جذبات کے اتار چڑھاؤ کو مقید کرتا ہے۔

تیسرے دور (۱۹۷۸ء تا ۱۹۹۰ء) میں ڈاکٹر صغری مہدی اور رام لال بحثیت تخلیق کار سامنے آئے۔ ڈاکٹر صغری مہدی کا سفر نامہ "سیر کر دنیا کی غافل" افسانوی طرز کا ہے۔ آپ کے سفر نامے فکشن کے مقابلے میں ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ رام لال کا چونکہ افسانہ نگار ہیں اسی وجہ سے ان کا انداز افسانوی ہے مگر اس کے باوجود انہوں نے بڑی مہارت کے ساتھ اپنے سفر ناموں کو ناول یا افسانہ بننے سے بچایا۔ آپ کا سفر نامہ "خواب خواب سفر" ۱۹۷۸ء کے دورہ لندن، سویڈن، ناروے اور ڈنمارک کی یاد ہے۔ حکیم محمد سعید کے سفر نامے افسانوی اور کہیں شوخی انداز لیے ہوئے ہیں۔ آپ نے کم وقت میں زیادہ سیاحت کی کوشش کی اور معلومات کا ذخیرہ اکٹھا کیا۔ حکیم محمد سعید جہاں بھی گئے مشرق کی وضع داری اور غیرت و شرافت کا دامن نہیں چھوڑا۔ آپ کے مقبول ناولوں کی فہرست میں "یورپ نامہ"، "سفر نامہ روس"، "ماہو روز"، "جرمنی نامہ"، شب و روز، چار ملک ایک کہانی، کوریا کی کہانی اور ازبکستان ۱۹۸۰ء میں شامل ہیں۔ آپ جرمن قوم کا تعارف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"اگر آپ اس طرح ہنسنے کے عادی ہیں جیسے دریائے دہائن کے کنارے کلیساؤں کی گھنٹیاں ایک افسانوی ترنم کے ساتھ بجتی ہیں تو یہ اچھی بات ہے اور اگر ہنسی حد سے زیادہ تجاویز کر کے ایک قہقہ بن جائے جس سے پیٹ میں مروڑ کی کیفیت پیدا ہونے لگے تو اس کا مضائقہ نہیں، اگر آپ ان کے قومی ہیرو سیگفریڈ کی طرح بہادر اور ساتھ ہی کینہ پرور ہیں تو یہ ایک خوبی ہو سکتی ہے، اگر اور منکسر المزاج ہیں تب بھی کام چل

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

جائے گا بس اب جایئے اور فوراً بال ترشوا لیجئے لیکن گدی کے علاوہ چندیا تک فارغ البال ہو جایئے صرف پیشانی کی بالائی حد پر بالوں کی ایک لہر اس طرح نظر آئے جیسے کسی جوان گھوڑے کی ریال اسکی گردن پر اٹھی ہوتی ہے اور یہی اس بات کی علامت ہو گی کہ آپ ہر لحاظ سے جرمن بن گئے ہیں۔" (۱۴)

چھوتھا دور ۱۹۹۱ء تا حال ہے، اس دور میں ڈاکٹر عباس برمانی اور ڈاکٹر سلیم اختر نمایاں ہیں۔ ڈاکٹر عباس برمانی نے سفر نامہ "ایورسٹ کے دور میں" دورہ نیپال کے دوران لکھا۔ یہ سفر نامہ وہاں کے مقدس مقامات، بدھ مت کی تعلیمات کی مکمل تفصیل کے ساتھ بھرپور منظر کشی کرتا ہے، جس کی وجہ سے سفر کی تمثیل ابھر کر سامنے آتی ہے۔

ڈاکٹر سلیم اختر کا سفر نامہ "عجب سیر تھی" بھارت، ڈنمارک، ماریشس اور چین کے سفر پر مشتمل ہے۔ آپ کا تعلق تنقید سے ہے مگر اس کے باوجود ان کی تحریر میں افسانوی رنگ ملتا ہے۔

"ریل گاڑی سے اُترتا ہوں تو سارا پلیٹ فارم بھارتی ناریوں سے بھرا نظر آتا ہے۔ اودے اودے، نیلے نیلے، پیلے پیلے رنگوں کی ساڑھیوں میں ملبوس سانولے ماتھوں پر پنکھڑی اک گلاب کی سی بندیا دمک رہی ہے۔ کلائیوں میں دھانی بانکیں، جُوڑوں میں پھول اور بالوں میں گجرے۔ سب مجھے دیکھ کر مستی سے بھاگتی ہیں۔" (۱۵)

قیامِ پاکستان سے لے کر بیسویں صدی ے اختتام تک سفر نامے نے کئی منازل طے کیں، اور مختلف طرح کے رونما ہونے والے تاریخی واقعات سے متاثر بھی ہوتا رہا۔ مگر آج کا سفر نامہ صنفِ ادب کی حیثیت سے مضبوط ہے اور ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ رومانویت اکیسویں صدی کے سفر ناموں کا طبی رجحان ہے جس کے آثار جدید افسانے سے ملتے ہیں۔ زیر عنوان "مہرانوں کے جنگل"، "اور سندھ بہتا رہا" کے غزال مستنصر حسین تارڑ کی تصوف اور رومان بھری فضا افسانوی عناصر کی نقیب ہے۔ مستنصر حسین تارڑ کے ہاں سفر تکمیلِ ذات کا ذریعہ ہے جس کو مصنف "سیر فی الارض" کے ذریعے مکمل کرنا چاہتا ہے۔ سفر نامہ تحریکِ نسواں کے حوالے سے ،رومانویت کی عکاس سطور میں مصنف یوں رقمطراز ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

"وہ ایک عام سی صحرائی عورت تھی اس کے بالوں پر مونجھ میں سے بھرتے
سرخ ذرے دمکتے تھے۔ اس کی نیلی جین جس میں وہ پیوست تھی وہ بھی سرخ
سفوف سے سرخ ہوتی دکھائی دیتی تھی اور جو لڑکا تھا معنک اور اچھی شکل والا
وہ ایک سجن بے پرواہ تھا اور لڑکی اس کی قربت کے بہانے ڈھونڈتی تھی"۔ (۱۶)

یہی اسلوب سجاد حیدر یلدرم کے ہاں "خیالستان" اور "خوابستان" میں موجود ہیں۔

سفر نامہ اور افسانہ ابتدائیہ کے حوالے سے منفرد خصوصیت کے حامل ہیں۔ سفر نامے میں حقیقتیں تخلیق کار کی ذات سے منسلک ہیں اب اسے ڈائرئی یا روزنامچے سے منفرد رکھنا سفر نامہ کی خوبی ہے۔ جبکہ افسانہ ہائے مذکور زندگی کے داخلی تجربات اور عصری شعور کی روشنی میں نمو پاتے ہیں۔ افسانے کا مثبت پہلو یہاں ان نظریات کی وکالت ہے جو افسانہ نگار زندگی کے حوالے سے نظریاتی طور پر اپناتا ہے۔

تعدادی لحاظ سے سفر نامے کی تخلیق ادب کی ابتدائی تخلیق ہے اور افسانے کی تخلیق کو میمنز پہنچاتی ہے۔ کیونکہ بہت سے تخلیق کار ادبی تحقیقات کی شروعات سفر نامے سے کرتے ہیں اور نظریاتی طور پر یہی کاوش انہیں افسانے کی تخلیق پر ذہنی طور پر افکار کی خوراک فراہم کرتی ہیں۔ اس لحاظ سے بھی سفر نامہ ابتدائی قدم ہے جبکہ افسانہ اسی فن کی معراج ہے۔ (۱۷)

اسی تناظر میں یہ ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ تخلیق کار کے لے مناسب حدود کا تعین کیا جاسکے تاکہ سفر نامہ اور افسانہ کے مابین امتیازی فرق قائم ہو جائے۔ رضا علی عابدی سفر نامہ "کہاں سے شروع ہونا چاہیے" میں اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ سفر نامہ نگار ہمیشہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے درمیان بیان کردہ حقائق کو کوئی دیکھنے تھوڑی آئے گا۔ رضا علی عابدی کے ہاں اچھا سفر نامہ نگار اپنے تخلیق کار کو جزیات نگاری سے بچاتا ہے اور تسلسل ٹوٹنے نہیں دیتا۔ یہی دو حقائق افسانہ کے بارے میں نقطہ تنقید ہیں۔ البتہ تحریکِ نسواں کے زیرِ اثر سفر ناموں میں صنفی مصروفیت قاری کو جزیات نگاری کی طرف لے جاتی ہے۔ انتظار حسین کے سفر نامے "زرد کتا اور آخری آدمی" میں افسانوں کی فضا المیاتی ہے، طرزِ اسلوب کافی حد تک قدیم روش پر ہی گامزن ہے۔ آج کا سفر نامہ نگار صرف معلومات ذخیرہ کرنے کا ہی قائل نہیں بلکہ اپنی بات کو اس خوبی اور چابکدستی سے پیش کرتا ہے کہ قاری بھی تخلیق

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

کار کے مشاہدات و تجربات میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس قدیم سفر ناموں کی حیثیت چونکہ گائیڈ بکوں سے زیادہ نہیں اور وہ قبولِ عام کی سند تک نہیں جا سکے۔

سفر نامے کا اپنا ایک منفرد انداز اور پہچان ہے۔ اے حمید اور مستنصر حسین تارڑ منظر نگاری کی روح سے ایک ہی صف میں کھڑے ہیں۔ ڈاکٹر عباس برمانی نے بھی منظر نگاری کی طرف توجہ دی ہے۔ اقتصادی حوالے سے ان کا سفر نامہ "جرنیلی سڑک" ناقابلِ فراموش ہے۔ سفر ناموں کا ایک اور اہم پہلو معاشی بدحالی ہے جسے مستنصر حسین تارڑ نے اپنے دورہ مصر کے دوران بخوبی قلم بند کیا۔ افسانوں اور سفر ناموں میں ثقافت کی ترویج، اصلاح تمدن، طبقاتی کشمکش اور نمایاں قدر قومیت اور وطنیت کے جذبات مشترک ہیں، مستنصر حسین تارڑ نے "اندلس میں اجنبی" کے ذریعے قرطبہ کی ثقافت کو بخوبی صفحہ قرطاس پر اتارا ہے۔ طبقاتی کشمکش بھی جعفر تھانیسری، ثریا حفیظ کے سفر نامے "صنم کدہ"، تقی عثمانی کے "دنیا مرے آگے" میں بھی نظر آتی ہے۔ سفر ناموں کا غالب عنصر اخوّت و مساوات کی حمایت اور قومی شعور ہے۔ اس حوالوں سے مفتی تقی عثمانی کے سفر نامے "دنیا مرے آگے" اور مستنصر حسین تارڑ کا سفر نامہ "اندلس میں اجنبی" ناقابلِ فراموش ہیں۔

اردو ادب میں سفر نامہ نگاری کا سفر تاخیر سے شروع ہوا مگر اس صنف نے تیزی سے ترقی کی اور اب یہ عالم ہے کی ہم بڑے فخر کے ساتھ اس کا مقابلہ دوسری تصانیف سے کر سکتے ہیں۔ مستنصر حسین تارڑ کو سفر ناموں کا بادشاہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ انہوں نے سفر نامے کو نئے نئے موضوعات سے متعارف کروایا اور سفر نامے کو نئی سمت میں دھارا۔ افسانوں اور سفر ناموں میں دیہاتی اور شہری زندگی کی عکاسی پریم چند اور کرشن چند نے بہت خوبصورت انداز میں کی ہے۔

اکیسویں صدی کے سفر ناموں میں وحدت انسانیت اور مظلومیت کا عنصر بھی نمایاں ہے۔ وحدت انسانیت کی مثال "طوفان سے ساحل تک" میں ملتی ہے۔ اس سفر نامے میں انسان کے ظاہر سے زیادہ باطن کا سفر ہے۔ مزید یہ کہ اس سفر نامے کا اندازِ فکر اور اندازِ تحریر دونوں فلسفیانہ ہیں۔ جبکہ مظلومیت کا عنصر رضا علی عابدی کے سفر نامے "جرنیلی سڑک" اور "جہازی بھائی" میں نمایاں ہے۔

مجموعی طور پر اکیسویں صدی میں دونوں اصناف کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ افسانے اور سفر ناموں کی ہیئت میں ایک بہت ہی باریک لائن کا فرق ہے۔ اکیسویں صدی کے بیشتر سفر نامے

فکری انتشار کی طرف مائل ہیں۔ نئے سفر نامہ نگار یہ گلہ کرتے ہیں کہ سفر ناموں پر تنقید بہت کم لکھی گئی اس کی ایک وجہ حقائق کو کم بیان کرنے اور بے جا تعریف کرنے والے تخلیق کار بھی ہوسکتے ہیں۔ سفر نامہ نگاروں کے ہاں فسلفیانہ نمائندگی، وجودیت اور داخلیت نے سفر نامہ کو افسانے سے بہت قریب کر دیا ہے۔ مستنصر حسین تارڑ کے ہاں پرویز انجم کی کہانی "مہاجر پرندے" اکثر نظر آتی ہے۔ پس منظر میں وہ سیاسی انتشار کا نقشہ پیش کرتے ہوئے پرندوں کا ذکر ایک تہذیب کے طور پر کرتے ہیں۔ مسعود مفتی کا سفر نامہ "قیامت" بھی انشائیہ طرز کا ہے۔ گویا ثابت ہوا کہ سفر نامہ اور افسانے کی راہیں آپس میں ملتی ہیں انہیں چاہتے ہوئے بھی جدا نہیں کیا جا سکتا۔

حوالہ جات

۱- انور سدید، ڈاکٹر، تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند، اردو ادب، پانچویں جلد، لاہور: پنجاب یونیورسٹی لاہور: ۲۰۰۱ء، ص ۱۸۵

۲- مستنصر حسین تارڑ، اندلس میں اجنبی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء، ص ۱۱۱

۳- انوار، ڈاکٹر، اُردو افسانہ ایک صدی کا قصہ، ص ۱۸۱.... گرمی کی چھٹیاں، کرنیں، ص ۱۵۱

۴- ایضاً، ص ۳۶

۵- سلیم اختر، ڈاکٹر، مجلہ "اوراق"، لاہور، جنوری۔ فروری ۱۹۷۸ء، ص ۸۔۹

۶- انوار سدید، ڈاکٹر، اُردو ادب میں افسانہ، لاہور: مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ۱۹۸۷ء، ص ۱۳۹۔

۷- ایضاً، ص ۲۰۶

۸- عابد حسین، ڈاکٹر، راہ نورد شوق، نئی دہلی: مکتبہ جامعہ ۱۹۷۹ء، ص

۹- ایضاً، ص ۳۱۔۳۲

۱۰- ایضاً، ص ۴

۱۱- قراۃ العین حیدر، دکھلائے لیجا کے اسے مصر کا بازار، لاہور: مکتبہ اردو ادب، ۱۹۷۹ء، ص ۵۸

۱۲- افضل علوی، دیکھ لیا ایران، لاہور: الحروف، ۱۹۸۳ء، ص ۱۰۳

۱۳- مستنصر حسین تارڑ، کے ٹو کہانی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء، ص ۲۰۹

۱۴- ایضاً، ص ۵۶

۱۵- سلیم اختر ڈاکٹر، عجب سیر تھی (سفر نامہ بھارت، ماریشس، ڈنمارک اور چین)، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء ص ۷

۱۶- مستنصر حسین تارڑ، سفر سندھ کے "اور سندھ بہتا رہا"، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء ص ۶۵۔

۱۷- انا خالد، مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی (اُردو) "اُردو سفر نامے میں افسانوی عناصر"، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور